بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انجیل

کسی کتاب کے آسمانی اور الہامی ثابت کرنے کے لئے کسی قوم کا محض یہ دعویٰ کرنا کہ وہ کتاب الٰہی ہے۔ کافی نہیں ہے۔ اور کسی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی حواری کے نام پر اس کی شہرت بھی اس کو آسمانی کتاب ثابت نہیں کر سکتی ہے۔ ورنہ وہ اور بہت سی دوسری کتابیں جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب مسیح اور دوسرے مقدسوں کے نام سے مشہور ہو چکی تھیں عیسائی علماء کے اتفاق سے کیوں جعلی قرار دی گئیں۔ کسی کتاب کے آسمانی کتاب ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری بات ہے۔ کہ وہ کسی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنایت ہوئی ہو۔ اور اس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو قطعی اور صحیح سند کے ساتھ وہ کتاب پہنچی ہو۔ تب کہا جا سکتا ہے کہ اس کو صادق اور راست گو اور سچے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کی کتاب کہا ہے۔ اور ہم کو یقین ہے کہ اس نے سچ فرمایا ہے۔ اور نیز یقین ہے کہ اس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا فرمایا تھا۔ مروجہ انجیلوں کا حال ایسا نہیں ہے۔ عیسائیوں کے خیال میں جن بزرگوں نے انکو لکھا ہے وہ پیغمبر نہ تھے۔ ان کو الہام کا دعویٰ نہیں ہے۔ اور علماء اسلام کے دیرینہ اور بار بار کے مطالبہ کے باوجود مسیحی دعویداروں نے ابتک بہ سندِ متصل ثابت نہیں کیا کہ ان کتابوں کے مصنف کون ہیں۔ اور کیا ان سے حضرت مسیح تک صحیح سند جا کر ملتی ہے؟ اگرچہ مسیحی علماء کو ظن اور اٹکل پر سندِ متصل کا دعوےٰ ہے۔ مگر ظن اور تخمین کی باتوں کو دلیلِ قطعی اور سندِ محکم کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اور پھر کیا اس قدر اہم اور عظیم الشان معاملہ کا صرف ظن اور اٹکل سے فیصلہ کرنا کسی دانا اور ہوشمند کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ بالفرض والتقدیر اگر مروجہ انجیلوں کے لئے مسیحی علماء سند صحیح اور متصل روایت کو مہیا کرلیں اور تسلیم ہو جائے کہ وہ کتابیں

(۱۶) مرقس ۱۶: ۱۹ و ۲۰ مطبوعہ ۱۹۳۲ء کے حاشیے پر لکھا ہے۔ کہ پرانے نسخوں کے حاشیے میں آیات ۱۹ و ۲۰ کی بجائے یہ عبارت پائی جاتی ہے۔ (اور جو انہیں فرمایا گیا تھا۔ وہ سب انہوں نے پطرس کے ساتھیوں کو مختصر طور پر سنا دیا۔ اور اس کے بعد خود یسوع نے بھی اُن کی معرفت مشرق سے مغرب تک ہمیشہ کی زندگی کی پاک اور لازوال منادی پھیلائی۔)

ف:۔ تحریف کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے۔ کہ خدا کے کلام میں تغیر آجائے۔ خواہ وہ تغیر زیادتی کی وجہ سے ہو۔ یا نقصان کی وجہ سے ہو۔ یا بعض الفاظ کی بعض الفاظ کے ساتھ تبدیلی کی وجہ سے ہو۔ اور وہ تغیر خواہ کسی کی شرارت اور خبث کی وجہ سے واقع ہوا ہو۔ یا اصلاح اور نیک نیتی کی وجہ سے۔ بائبل کی مذکورہ مثالوں میں یہ تینوں قسمیں تحریف کی ثابت ہو چکی ہیں۔ الفاظ کی تبدیلی بھی ہوئی۔ اور آیات کی کمی اور زیادتی بھی ہوئی۔ مثلاً ۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۷ء میں جس یونانی نسخے کا ترجمہ شائع ہوا۔ اُس میں مذکورہ آیات موجود تھیں۔ اور ۱۹۳۲ء میں جس یونانی نسخے کا ترجمہ کیا گیا۔ اُس میں وہ آیات نہیں پائی جاتی ہیں۔ اور یوحنا ۷:۵۳ سے ۸:۱۱ تک اور مرقس ۱۶: ۱۹ و ۲۰ کی دو آیتیں قلمی پرانے نسخوں میں نہیں ملتی ہیں۔ اور ۱۹۳۲ء کے مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں۔ ہم مسلمانوں کا یہی دعویٰ ہے۔ کہ بائبل میں تحریف ہوئی ہے۔ اور بائبل کے متعدد نسخوں کا مقابلہ اُس کو صاف طور پر ثابت کرتا ہے۔

انجیلوں کے اغلاط

(۱) متی ۱: ۲۲ میں لکھا ہوا ہے:۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "خدا ہمارے ساتھ"۔

بائبل کے حاشیے پر اور مسیحی علماء نے بتایا ہے۔ کہ اس کتاب میں نبی سے مراد اشعیاء ہے۔ چنانچہ یشعیاہ ۷: ۱۴ میں یہ عبارت پائی جاتی ہے:۔

دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔

متی کے اس بیان میں ذیل کی وجوہات سے غلطیاں ہیں:-

(۱)- یسعیاہ کی کتاب بتاتی ہے۔ کہ وہ کنواری جو بیٹا جنے گی۔ وہ خود اُس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ اور متی ۱/۲۴ میں بصراحت لکھا ہوا ہے:-

خداوند کے فرشتے نے کنواری کے خاوند یوسف کو کہا۔ تو اُس کا نام یسوع رکھنا۔

اور لوقا ۱/۲۱ میں بصراحت ذکر ہوا ہے۔ کہ خداوند کے فرشتے نے مریم کو کہا:-

دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اُس کا نام یسوع رکھنا۔

اور لوقا ۲/۲۱ میں لکھا ہے:-

جب آٹھ دن پورے ہوئے۔ اور اُس کے ختنے کا وقت آیا۔ تو اُس کا نام یسوع رکھا گیا۔ جو فرشتے نے اُس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔

قطع نظر اس بات کے کہ حضرت مسیح کا نام اُس کی ماں مریم نے یا کنواری کے خاوند یوسف نے رکھا تھا۔ انجیلوں سے بہ صریح طور پر ثابت ہے۔ کہ آپکا نام عمانوئیل نہیں۔ بلکہ یسوع رکھا گیا تھا۔ اور جناب مسیح نے خود بھی کبھی دعوی نہیں کیا ہے۔ کہ آپ کا نام عمانوئیل ہے۔

(۲) اگر یسعیاہ کی کتاب کی آیات کے سیاق و سباق پر ذرا بھی غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اُن کو حضرت مسیح سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اُن آیات کا مختصر سا قصہ یہ ہے۔ کہ شاہ ایران رضین اور شاہ اسرائیل فاقاہ اخز ابن ابنام پر حملہ کرنے کیلئے یروشلم آئے تھے۔ اُن دونوں کے اتفاق سے شاہ یہوداہ گھبرایا۔ اللہ تعالیٰ نے یشعیاہ کو فرمایا۔ کہ اخز کو تسلی دیجئے۔ کہ اُن کی سلطنت عنقریب جاتی رہے گی۔ اور اُن کی تخریب مملکت کی علامت یہ ہے۔ کہ کنواری حاملہ ہوگی۔ اور وہ بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوئیل ہوگا۔ اور وہ بیٹا ابھی خیر و شر نیک و بد میں تمیز نہ کرنے پائے گا۔ کہ اُن دونوں کی حکومت تباہ ہو جائیگی۔ چنانچہ واقعات نے بتا دیا۔ کہ بہت قلیل عرصہ کے بعد رضین جسکا پایۂ تخت دمشق تھا۔ اخز کے ایام حیات میں مارا گیا۔ جیسا ۲ سلاطین ۹/۱۶ میں لکھا ہے۔ اور فاقاہ کا پایۂ تخت سمردن کو شاہ اسور نے تین برس گھیرے رکھا۔ اور اخز کے بیٹے شاہ حزقیاہ کے سلطنت کے

اُن کے پاس نہ تھی۔ اور کسی حکیم اور منادی کے سمجھانے سے راہِ راست پر اُن کا آجانا بجز عظیم القدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کے پاس اللہ کی کتاب اور اُس کی قوی مدد ہو۔ جو چند سال میں ایک ایک ملک کو ایمان کی روشنی سے بھر دے۔ اور اپنی زبردست تعلیم اور ہمت وعزیمت سے دنیا کی کایا پلٹ کر دے ممکن نہ تھا۔ لیکن حضور کے تشریف لانے پر اہل کتاب نے ضد اور تعصب کی وجہ سے اختلاف کیا۔ جس نے ضد کی وہ منکر رہا اور جس نے انصاف کیا۔ وہ ایمان لایا۔ قرآن شریف نے سورہ شوریٰ میں بھی اس حقیقت کو بدیں الفاظ بیان فرمایا۔ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ (ترجمہ۔ اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے) یعنی مشرکین اور اہل کتاب کا اختلاف شبہ اور التباس کی وجہ سے نہیں ہُوا ہے۔ بلکہ وہ محض نفسانیّت۔ عداوت اور جاہ و مال کی طلب وغیرہ سے اس تفریق اور اختلافِ مذموم کا شکار ہو گئے۔ اور جب انہوں نے قرآن کے متعلق تفریق اور مخالفت کے طوفان کو اٹھایا۔ تو آپ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین اور آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے۔ جس کی دعوت تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ۔ (ترجمہ: سو آپ اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ آپ کو حکم ہُوا۔) جب اُن کے پاس خدا کا داعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو اُنہوں نے مخالفت کی اور تصدیق و تکذیب کی تفریق ڈالی۔ جس کا سبب حسد اور دشمنی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ سورت بیّنہ کا یہی مطلب ہے جو ذکر ہُوا۔ اِس میں مطلقاً اس کا ذکر نہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یہود اور نصاریٰ نے بائبل میں تحریف نہیں کی تھی۔ جیسا کہ فنڈر کو غلط خیال ہُوا تھا۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم وَاٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدؐ والہ واصحابہ اجمعین۔

محمدؐ امین الحق کان اللہ لہٗ والوالدیہ

قلعہ شیخوپورہ

ماہ ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ

([illegible])